(۲) GAL. II , 162

(۳) الدرالکامنہ ج ۱ ، ص ۹۱ ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۴۸ھ

(۴) ہدیۃ العارفین ، ج ۱ ، ص ۱۰۳ ، مطبوعہ استانبول ۱۹۵۱ء

(۵) احمد بن ابراہیم کی ولادت ۶۵۷ھ میں اور ابن تیمیہؒ کی ولادت ۶۶۱ھ میں ہوئی - اس لحاظ سے استاد یعنی ابن تیمیہؒ اپنے شاگرد سے چار سال چھوٹے تھے۔

(۶) مراۃ الجنان و عبرۃ الیقظان للیافعی مطبوعہ حیدرآباد ۱۲۳۸ھ ، ج ۲ ص ۷۷ -

ڈاکٹر ابوالفتح صغیر الدین:

ینابیع الحیوۃ الابدیہ فی طریق الطلاب النقشبندیہ

(چند قلمی نسخوں کا تعارف)

یہ فارسی زبان میں علامہ ابوالحسن ڈاہری نقشبندی سندھی (المتولد ۱۱۱۹ھ متوفی ۱۱۸۱ھ) کی بہت ہی اہم اور ضخیم تصنیف ہے جو تصوف کے اہم علمی اور عملی موضوعات پر مشتمل ہے، سال تصنیف ۱۱۵۶ھ ہے -

یہ کتاب نو ابواب ، خاتمہ اور تذنیب پر مشتمل ہے ، پھر ہر باب میں متعدد فصول ہیں پہلے باب میں ۲۹ فصلیں ، دوسرے باب میں ۱۳ ، تیسرے باب میں گیارہ ، چوتھے باب میں ۹ ، پانچویں باب میں ۱۴ ، چھٹے باب میں ۲۰ ، ساتویں باب میں ۳ ، آٹھویں باب میں ۵ ، اور نویں باب میں سات فصلیں ہیں اس کے بعد آخر میں خاتمہ اور تذنیب ہے ، اس طرح یہ کتاب ۱۰۸ فصلوں پر مشتمل ہے -

یہ تصوف کے متعلق معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جس میں تصوف پر علمی اور عملی حیثیت سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے - یہ غیر مطبوعہ ہے اوراس کے قلمی نسخے مخطوطات کی شکل میں مکمل یا نامکمل مختلف حضرات کے پاس موجود ہیں - یہ تو پورے طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے قلمی نسخے کن کن حضرات کے پاس موجود ہیں لیکن جن قلمی نسخوں کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں ان کی کیفیات درج ذیل ہیں :

۱- ایک نسخہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی سرہندی مرحوم کے کتب خانے میں ہے - یہ

دستیاب شدہ نسخوں میں مکمل ترین اور صحیح ترین نسخہ ہے - اسی نسخے سے سندھی ادبی بورڈ کے زیر اہتمام نقل کیا ہوا نسخہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو میں موجود ہے -

یہ مخطوطہ دو جلدوں میں منقسم ہے جلد اول ۱۵۰۲ صفحات پر اور جلد دوم ۶۵۶ صفحات پر مشتمل ہے تقطیع ۶.۵"×۹" ہے - عموماً ہر صفحے میں ۲۳ سطریں اور ہر سطر میں تقریباً ۲۱ الفاظ ہیں- سال کتابت ۱۲۰۴ھ ہے - چنانچہ جلد دوم کے آخر میں کاتب نے ترقیمے میں اپنا نام اور سال کتابت اس طرح درج کیا ہے :

"قد وقع الفراغ من تسوید ہذا التحریر بید الضعیف الراجی الی رحمتہ ربہ الرحمن بیگ محمد بن حافظ میاں میر محمد بن مرحوم و مغفور بیگ محمد بن مرحوم شیخ محمد بن مغفور عبدالخالق بن مبرور غفر اللہ لہ مخدوم قاسم بن غفران پناہ مخدوم احمد اللہ لہم بوقت الضحیٰ من یوم الجمعہ یوم عرفہ سنہ الف و مائتین واربع (سنہ ۱۲۰۴ھ) کتبہ ملکا لنفسہ و نفعا لغیرہ اللہم تقبلہ منہ واغفرلہ "

آخری جلد کے آخر میں عربی زبان میں ایک مختصر رسالہ ہے جو مخدوم محمد جعفر بوبکائی کی تصنیف ہے۔اس رسالے میں مہینے کے دنوں میں سے ہر دن کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں -

۲- دوسرا نسخہ جناب سید غلام مرتضیٰ شاہ سنائی المعروف بہ جی ایم سید کے کتب خانے میں موجود ہے-یہ بھی مکمل ہے اور دو ضخیم جلدوں میں منقسم ہے - تقطیع ۷.۵"×۹" ہے- پہلی جلد میں ۳۲۴ اوراق اور دوسری جلد میں ۲۴۸ اوراق ہیں -خط نستعلیق اور نفیس ہے - آخری چند صفحات کسی دوسرے کاتب کے تحریر کردہ ہیں- سال کتابت ۱۳۴۰ھ ہے - باب اول کے اختتام پر ترقیمے کی عبارت اس طرح ہے :

" تم الجلد الاول من ینابیع الحیوۃ الابدیہ فی طریق اطلاب النقشبندیہ از دست احقر الانام فقیر تاج محمد عفی عنہ بار خدایا ایں راواولاد این فقیر و دوست صالح گرداں - بحرمۃ سید الثقلین و شفیع المذنبین اللہم اغفرلکاتبہ ومالکہ و والدہ واولادہ واحبابہ واغفرلامۃ محمد یا ارحم الراحمین - وقت چاشت بتاریخ بیست و دوم روز سہ شنبہ ماہ ذی قعدہ ۱۳۴۰ھ تمت و بالخیر عمت "

۳- تیسرا نسخہ مکتبہ درگاہ یوسفی خیاری شریف ضلع نواب شاہ میں ہے - یہ بھی دو جلدوں میں ہے ، اور دونوں جلدیں حکیم معین الدین صاحب کے پاس موجود ہیں -پہلی جلد ۱۲۷۴ھ اور دوسری جلد ۱۲۱۱ھ میں لکھی گئی یعنی دوسری جلد کی کتابت پہلی جلد کی کتابت سے پہلے ہوئی - جلد

اول کی ابتداء میں یہ عبارت مرقوم ہے:

این کتاب ینابیع ازحقیر عبدالستار بن خضر، نذر است بخدمت حضرت صاحبان
قدس مکان مرشد حقیقی کعبۂ تحقیقی دام فیوضاتہ در وی دعوی کسی نیست
مرقومہ تاریخ ۱۱ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۴ ھ دستخط بندہ عبدالستار "

دوسری جلد باب ششم فصل اول (درمیان تعلم شریعت مطہرہ) تک ہے - یعنی باب ششم کی انیس فصلیں اور ساتواں ، آٹھواں اور نواں باب اور خاتمہ اور تذہیب اس میں نہیں ہے اس لیے یہ نسخہ ناقص الآخر ہے - اور اس جلد کی کتابت کسی دوسرے کاتب نے کی ہے - سال کتابت ۱۲۱۱ ھ ہے - چنانچہ اس جلد کے آخر میں ترقیمہ اس طرح درج ہے :

" قد تم الجلد الثانی من الکتاب المسمیٰ بینابیع الحیوۃ الابدیہ فی طریق الطلاب
النقشبندیہ بفضل اللہ وبرحمتہ العظیم بیدالراجی الی الرحمہ مسکین رب دنہ عفی
عنہ فی وقت الضحیٰ یوم الخمیس بتاریخ بیست ماہ رجب ۱۲۱۱ ھ "

۴- چوتھا مخطوطہ پیر سید محب اللہ شاہ ، پیر جھنڈا کے کتب خانے میں موجود ہے۔اس کے دو نسخے ہیں اور دونوں ناتمام ہیں- ایک نسخے میں ۱۵۰ اوراق یعنی تین سو صفحات ہیں- شروع ورق ۱۰۳ سے اور ختم ۱۵۳ پر ہوتا ہے اور اس کی ابتداء اس عبارت سے ہوتی ہے :

" بر حقیقت واحد آلات اوراک آں حقیقت است اگر گفتہ شود کہ تعلق نفس
وروح بجسم بعد ازمفارقت آنہاازجسم ونیز قبل ازنفخ روح در جسم چگونہ می بود
جواب دادہ اند الخ "

اور تذنیب کی اس عبارت پر اس کی انتہاء ہوتی ہے کہ:
" امّاآنچہ گفتہ اند کہ حق سبحانہ وتعالیٰ جوہری پیداکردہ و براں جوہر نظر "

اس طرح یہ نسخہ ناقص لابتداء اور ناقص الآخر ہے - کاغذ کھردرا ہے اور تقطیع ۹" X ۱۲" ہے - ہر صفحے میں تیس سطریں اور ہر سطر میں تقریباً ۲۳ الفاظ ہیں - نہ کاتب کا نام درج ہے اور نہ سال کتابت ہی مذکور ہے ، لیکن اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے :

" ذکر تواریخ تزویج مسکین شہبیگ پنھوار و تولد اولادہ - وکان لیلہ تزویجہ فی التاریخ عشرین شہر الرمضان قبل طلوع الفجر سنہ ۱۲۳۵ ھ فمنحہ اللہ تعالیٰ منہا عظیما و اعطاہ اعطاء جزیلا و رزقہ رزقا کریما و وھب ولدا سلیما وھی ام حبیبۃ لیلہ رابع و عشرین شہر الشوال لیلہ الخمیس اول اللیل سنہ ۱۲۳۶ ھ سادس وثلثون سنہ وثانی عشرمائتہ من ہجرۃ سیدالمرسلین علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التحیات ثم وفہا اللہ تعالیٰ عنہ زوال یوم الاحد اغیم یوم الاحدفی شہر ذوالحجہ"

قطع نظر اس کے کہ عربی قواعد کے لحاظ سے یہ عبارت کیسی ہے کاتب نے جو مفہوم ادا کرنا چاہا ہے وہ یہ ہےکہ شہ بیگ پنھور کا نکاح ۲۰ رمضان ۱۲۳۵ ھ کو ہوا اور اس نکاح سے ۲۴ شوال ۱۲۳۶ ھ کو ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ام حبیبہ رکھا تھا لیکن وہ لڑکی اسی سال یعنی ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۳۶ ھ کو وفات پا گئی - اس عبارت میں کاتب نے اپنے نام کے ساتھ مسکین کا لفظ استعمال کیا ہے- اس سے خیال ہوتا ہے کہ اس کی کتابت شہ بیگ پنھور نے کی ہو گی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کی کتابت ۱۲۳۶ ھ سے پہلے مکمل ہوئی ہے -

دوسرا نسخہ چھٹے باب سے شروع ہوتا ہے اور خط نستعلیق میں ہے- ۴۷۰ صفحات پر مشتمل ہے - تقطیع ″۷ × ″۱۲ ہے - ہر صفحے میں ۲۶ سطریں اور ہر سطر میں تقریباً بیس الفاظ ہیں - اس کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت تحریر ہے :

" وقع الفراغ والاختتام رحصل الاتمام والانصرام بفضل اللہ العظیم من تالیف ہذا الکتاب المستطاب المسما بینابیع الحیوۃ الابدیہ فی طریق الطلاب النقشبندیہ فی السنہ السادسہ بعد الخمسین والمائۃ والالف من الہجرۃ ویخرج ہذا التاریخ بحساب الجمل من ہذا المصراع "کتابم ہمہ داد خوبی بدادہ " اللھم لک الحمد علیٰ التمام ولک الشکر علی غایۃ ہذا ا ام - اللھم متعنابہ و سائر الطالبین واجعلنا من الدین یستمعون القول فیتبعون احسنہ آمین یارب العالمین "

کاتب کا نام مذکور نہیں ہے - آخر میں سرخ روشنائی سے تحریر ہے " این کتاب صاحب ینابیع ملکیت نامعلوم است " سال کتابت بھی مذکور نہیں ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں جو تاریخ ذکر کی ہے وہ اس کتاب کا سال تصنیف ہے ، سال کتابت نہیں ہے -

۵- اس کا ایک قلمی نسخہ مولانا محمد معروف صاحب متعلوی (مٹیاری) مرحوم کے کتب خانے میں

بھی ہے - اس کا سائز ۶ X ۱۸ ہے اور اگرچہ اس کے سرورق پر لکھا ہے کہ مکمل دو جلدوں میں ہے ، لیکن یہ مکمل نہیں ہے بلکہ محض پانچویں باب فصل ہفتم تک ہے، ۶۴۲ صفحات پر مشتمل ہے اور سال کتابت سنہ ۱۳۱۶ ھ ہے - کاتب نے باب اول کے خاتمے پر تحریر کیا ہے :

"بروز دوشنبہ تاریخ بیست پنجم ماہ ربیع الاخر سنہ ۱۳۱۶ ھ نوشتن شروع کرد پس تم الجلد الاول من ینابیع الحیوۃ الابدیہ فی طریق الطلاب النقشبندیہ ازدست احقر الانام فقیر حقیر پر تقصیر ہیچمدان اضعف عباداللہ کرم اللہ ولد آخوند محمد اسحق مرحوم مغفور عفی عنہ بارہا خدایا ایں را و اولاد و والدین ایں را و دوست و صالح و نیک بخت گرداں بحرمہ سید الثقلین و شفیع المذنبین - اللھم اغفر لکاتبہ ومالکیہ ووالدہ واولادہ واحبابہ واغفرلامہ محمد یا ارحم الراحمین وقت نماز ظہر بتاریخ بیست دوم روز پنج شنبہ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۶ ھ "

اور دوسرے باب کے اختتام پر کاتب نے تحریر کیا ہے :

" تم الباب الثانی بعون اللہ المستعان من کتاب الحیوۃ الابدیہ فی طریق الطلاب النقشبندیہ ازدست حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان اضعف عباداللہ کرم اللہ ولد اخوند محمد اسحق مرحوم مغفور عفی اللہ عنہ بارہا خدایا ایں راواولا د و والدین ایں فقیر دوست صالح نیک بخت گردان بحرمۃ سید الثقلین و شفیع المذنبین اللھم اغفر لکاتبہ و مالکیہ و والدہ واولادہ اخوان و خواہران و احباء ہ واغفر لامہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ واصحابہ برحمتک یا ارحم الراحمین بتاریخ بیست پنجم ماہ شعبان المبارک روز یکشنبہ نوشتن کردم - پس تمام بتاریخ پانز دہم روز سہ شنبہ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ھ - ان اللہ عندہ اجر المحسنین حیدرآباد سند در محلہ اخوندان درکوچہ ہاشمالی بوقت چاشت یعنی دو پاس روز "

تیسرے باب میں فصل ششم تک اسی کاتب کا لکھا ہوا ہے جو خط نستعلیق میں ہے - اس کے بعد آخر تک کسی دوسرے کاتب کالکھا ہوا ہے جو شکستہ حروف میں ہے لیکن خوشنما ہے - کاتب نے اپنا نام تحریر نہیں کیا ہے - اس کے آخر میں سندھی زبان میں ایک رسالہ ہے جو آیات قرآنی کی تفسیر پر مشتمل ہے -

۶- اس کا ایک قلمی نسخہ مولانا ابوالحسن صاحب کے پاس نواب شاہ میں بھی ہے لیکن اس نسخے تک رسائی حاصل نہ ہو سکی ، اس لیے اس کی کیفیت معلوم نہ ہو سکی - نیز پیر حسام الدین راشدی مرحوم نے بھی ایک سرسری ملاقات کے دوران بتایا تھا کہ ان کے پاس بھی اس کا ایک مکمل نسخہ موجود ہے لیکن اس کو دیکھنے کی نوبت نہ آسکی -

اس کتاب پر پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے راقم الحروف نے تحقیق و تعلیق کا کام کیا تھا- یہ کتاب جن اہم موضوعاتِ تصوف پر مشتمل ہے ان کا تقاضا یہ ہے کہ یہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائے تاکہ ایک طرف اگر یہ شائع ہوکر محفوظ ہو جائے تو دوسری طرف علمائے سند کے علمی نوادر میں سے ایک ممتاز مگر غیر مطبوعہ تصنیف سے علمی دنیا روشناس ہو جائے -

ہزار و یک اسماء حسنیٰ

واقعہ نمبر: ۲۱۷ - ہزار و یک اسماء کا حوالہ حدیث میں آتا ہے - سلطان سعید بن سلطان محمود غازی فاتح نیشاپور کے حکم سے علمائے نیشاپور مثل ابوالقاسم قشیری و قاضی محمد ناصحی و قاضی ساعد و ابوالنصر سلیمان خطائی و ابوالفضل سرخسی و ابو عبداللہ شیرازی وابو اسحق جمشید خطۂ محروسہ ، نیشاپور کے دیگر علماء و ائمہ دین کو جمع کیا گیا ، جنھوں نے ایک سال کی مدت میں کتب اسلامیہ سے ان اسماء کو مرتب کیا - یہ نسخہ سلطان نے بطور تبرک خلیفہ ابوالعباس القادر باللہ کے حضور میں بھیجنے کے لیے مرتب کرایا تھا - مرتب ثانی و کاتب نسخۂ ہذا نے اسے جدول وار مرتب کیا اور ہر اسم کے نیچے دوسرے خانے میں اس کے معنی اور تیسرے خانے میں اعداد جمع کیے ہیں - حصول برکات و حفظ بلیات کے لیے کچھ اعمال بھی درج کیے ہیں -

تحفۃ الواعظین

واقعہ نمبر ۵۹۴ آغاز کتاب میں یہ عبارت آتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رشید و طواط کی مبکیات کی ہر فصل پر آیت و حدیث و مستند کا اضافہ کرکے کتاب تیار کی گئی ہے -

" الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ وآلہ و اصحابہ اجمعین قال شیخ العلامہ مولانا رشید الملۃ والدین ابوبکر بن عمر بن الفضل المعروف برشید و طواط رحمۃ اللہ علیہ بعضی از یارانکہ ایشانرا درعلم

تذکیر شرعی بودازین داعی درخواست نمودند کہ میباید کہ جمعی از مبکیات ساختہ شود تاگویندگان را ازاں مایۂ بود وترا ازدعای خیر فایدہ بود و امید ثواب آخرۃ ، درخواست ایشانرا اجابت کردم و مبکیات ازہر نوعی وعدہ و وعید جمع کردم و ہم چنین ترا این داعی کم صناعت و گدای بی بضاعت رایعنی محب العلماء والفقراء ، سید الاولیا خواجہ قطب الحق والدین البخاری درخواست کردکہجماعتی از اصحاب ماکہ ذوق تکلم داشتند و استعداد اندکی گفتند میباید کہ برین مبکیات براول ہر فصل آیتی و حدیثی و مسئلہ باشد تامستمعانرا فائیدہ زیادہ باشد و متکلم را زیادتی استفادہ بود درتکلم واین شکستہ تر امید میدارد کہ مقبول ، افتد و ذخیرۂ آخرت باشد ، انشاء اللہ و نام اورا تحفۃ الواعظین گفتہ شدہ "

" تحفۃ الواعظین گفتہ شدہ "

(ورق ١ - الف)

وطواط والے حصے کی نثر کے درمیان ہم مضمون اشعار بکثرت آتے ہیں جو زیادہ تر رباعیات ہیں اور امکاناً زیادہ تر اس کا کلام ہو گا کیونکہ مبکیات کے مضامین کی رعایت سے کہے ہوئے لگتے ہیں ، جیسا کہ وطواط نے اپنی " صد کلمہ " میں بھی یہ طریقہ اختیار کیا ہے -

تبصرے